OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

عصرِ حاضر میں علما کے فرائض اور ذمہ داریاں

Duties and Responsibilities of *'Ulamā'* in the Present Age

Muhammad Arif Raza
Doctoral Candidate Islamic Studies, The University of Faisalabad
Prof. Dr. Matloob Ahmad
Head, Department of Arabic & Islamic Studies, The University of Faisalabad

Abstract

Islam provided great impetus for the human pursuit of knowledge. The first verse that descended on the Prophet Muhammad (PBUH) Was Iqra, meaning "read," opening the door to read, write, and ponder. The Quran urges the mankind to think, ponder, reflect and acquire knowledge that would bring them closer to God and his creation. The Quran uses repetition to embed certain key concepts in the consciousness of Its listeners. Allah (God) and Rab (the Sustainer) are repeated 2,800 and 950 times, respectively, in the sacred text; Ilm (knowledge) comes third with 750 mentions. The Prophet Muhammad (SAW) commanded knowledge upon all Muslims, and urged them to seek knowledge as far they could reach, and also to seek it all times. Ali ibn Abu Talib, 4th Caliph (may Allah be pleased with him), once said, "I would be slave of a person who teaches me a letter" accentuating the importance of knowledge. Following these commands and traditions, Muslim rulers insisted that every Muslim acquire learning and they gave considerable support to institution and learning in general. This contributed to making elementary education almost universal amongst Muslims. The necessity of preserving the Quran and the Traditions (Hadith) awakened the spirit of collecting such writings in various forms,

CC BY

which paved the way for the establishment of the earliest libraries in the Muslim world. The mosques which, during the early decades of Islam formed the nerve centres of all political, social, religious, and educational activities, housed valuable libraries comprising books on religion, philosophy, and science.

Keywords: Ulama, Iqra, Mankind, Knowledge, creation, Seek, Slave, Hearing, Preserving, Science

تمہید

علم انسانی عظمتوں کا وہ حوالہ ہے جو ہر دور میں اپنی سطوت منواتا رہا۔ انسانی زندگی کا کوئی مرحلہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں حصولِ علم کی خواہش موجود نہ رہی ہو، یہ اس لیے ہے کہ علم ہی دراصل انسان کی شناخت کا اولین مظہر قرار پایا تھا۔ اہلِ ذکر و اطاعت فرشتے جو ہمہ وقت حمد و ثناء میں مشغول رہتے تھے، جن کی معصومیت بلا غبار تھی پر فضیلت و شرف کا حوالہ علم ہی بنا تھا، اس لیے علم انسان کا وہ امتیازی وصف ہے جو خلیفۃ اللہ فی الارض کا اساسی شرف ہے۔ علم کی نفی، حصولِ علم سے اجتناب اور ترویج علم میں کوتاہی اپنے وجود سے انکار کے مترادف ہے۔ اسلام تو ہے ہی دین علم اور نبی علیہ السلام تو ہیں ہی نبی العلم۔ مقام غور ہے کہ علمک مالم تکن تعلم۔ ارشاد فرمانے والا خالق و مالک اپنے نبی مکرم ﷺ سے عدم علم کی کسی صورت کو بھی پسند نہیں کرتا اس لیے تو فرمایا کہ جو کچھ نہ جاننے کا گمان بھی ہو سکتا تھا وہی کچھ بتا دیا گیا۔ اسی طرح ہر ممکن صورت جو علم کے حوالے سے کمی کا احساس دلا سکتی تھی اس کی نفی کر دی گئی اور اس عطائے علم کو کان فضل اللہ علیک عظیما کی عظمتوں سے سرفراز فرما دیا۔ جب خالق کے ہاں علم ہی عظیم تر فضل ہے تو کون کوتاہ فہم علم کی عظمتوں سے انکار کر سکتا ہے۔

علماء کا لغوی معنٰی

ا۔ ابن منظور (م ۷۱۱ھ) لکھتے ہیں: "علماء، عالم یہ دونوں "علم" کی جمع ہیں۔ اور ان کا مادہ ہے ع۔ل۔م اور جہل کی ضد ہے۔ اور اس کا معنٰی ہے "جاننا" "اَلْعِلمُ مِنْ صِفَاتِ الله عَزّوَجَل اَلعَلِیم، وَ الْعَالِم، وَ العَلَّامُ" (1) "علم اللہ عزّوجل کی صفات میں سے ہے اسی طرح علیم اور عالم اور علام بھی۔" ا۔ جوہری (م ۳۹۳ھ) نے علم کا معنٰی یوں بیان کیا ہے: "وَفِی کَثِیْرٍ مِّن اُمَّھاتِ اللُّغَۃِ عِلْمٌ حَقُّ الْمَعْرِفَۃِ" (2) "اور بہت ساری امہات لغت میں علم کا معنٰی ہے حق کو پہچاننا۔" ۳۔ زبیدی (م ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں: "اَنَّ الْعِلْمَ وَ الْمَعْرِفَۃِ وَ اَلشَّعُوْرِ کُلَّھَا بِمَعْنٰی وَاحِدٍ" (3) "بے شک علم معرفت اور شعور سب کا ایک ہی معنٰی ہے۔" ۴۔ "المورد الوسیط" میں "علم" کا معنٰی کچھ یوں بیان کیا گیا ہے: علم کا معنٰی ہے حقیقت علم کو پالینا، پہچاننا، یقین کرنا، جاننا، ادراک کرنا، مضبوط کرنا۔

(4) "Knowledge learning, information, scholarship, awareness, familiarity."

علم کی تعریف

علماء نے علم کی قطعی اور جامع مانع تعریف سے بالعموم احتراز کیا ہے تاہم چند ایک تعریفات درج ذیل ہیں: ابوطالب مکی (م ۳۸۲ھ) نے علم کی تعریف کچھ یوں کی ہے: "علم: علم وہ نور ہے جو خدا کی طرف سے بندے کے دل میں ڈالا جاتا ہے۔" (5) الامدّی (م ۶۳۱ھ) کے نزدیک علم کی تعریف: ھی حرمة تنشأمن علم: معرفة المعلوم علی ماھوبه (6) علم کی معرفت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیا ہے۔ یعنی علم وہ صفت اضافیہ ہے جو عالم اور معلوم کے درمیان ہوتی ہے۔ امام تفتازانی

(م ۱۳۹۰ھ) کے نزدیک علم کی تعریف: علم: حصول صورةُ الشَّیْءِ فی العقل او الصورة الحاصلة عند العقل[7] کسی شے کی صورت کا عقل میں آ جانا یا عقل کا کسی صورت کو حاصل کر لینا۔ امام رازی (م ۱۲۱۰ء) کے نزدیک علم کی تعریف: علم، علم کی تعریف علم ہی سے کی جاسکتی ہے جو کہ محال ہے لہٰذا علم کی تعریف کی کوشش لاحاصل ہے گویا اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ علم ایمان، ایقان اور ذوق اور کشف کا نام ہے جو ہو تا ضرور ہے مگر اس کی تعریف نہیں کر سکتی۔[8]

فضائل علماء

قرآن کریم اور علم دین کی فضیلت: علم و علماء کا معنیٰ و مفہوم اور تعریفات ذکر کرنے کے بعد فضائل علماء میں علمِ دین کی فضیلت و اہمیت قرآن پاک کی رو سے بیان کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں علمِ دین کو کس حد تک فضیلت عطا کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کا اگر حکم قرآن پاک میں وارد کیا تو وہ بھی علم میں اضافے کی دعا کا ذکر ہے۔ جہاں دوسری دعاؤں کا ذکر ہے وہیں پر علم میں اضافے کی دعا کا ذکر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا[9] اور دعا مانگا کیجیے اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔ یہ دعا اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو علم کے متعلق سکھائی ہے۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ اگر علم سے اور کوئی چیز افضل ہوتی تو دعا کے لیے اضافہ علم کا انتخاب نہ کیا جاتا اس دعا سے علم کا سب اشیاء سے بہتر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بالعموم یہ کہا جاتا ہے تھوڑا سا علم پڑھ لیا جائے تو کافی ہے لیکن یہاں پر نبی کریم ﷺ کو زیادتی فی العلم کی دعا سکھائی گئی ہے۔ حالانکہ نبی پاک ﷺ کو وہ علوم دیئے گئے تھے وہ تمام کائنات میں کسی کو نہ دیئے گئے اور نہ دیئے جائیں گے تمام انبیاء کے علم سے بڑھ کر نبی علیہ السلام کا علم ہے اس کے باوجود آپ اکثر علم کی زیادتی کی دعا فرماتے دراصل علم انسان کی صفت نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے انسان جتنا بھی علم حاصل کرتا جائے گا اتنی ہی جہالت کا خاتمہ ہوتا جائے گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کا تخت لانے کے لیے جب کسی کا انتخاب کیا تو ایک صاحبِ علم کو چنا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ[10] جس شخص کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا کہ میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔ سیّد ابوالاعلیٰ مودودی (م ۱۳۸۸ھ) لکھتے ہیں: ”وہ شخص جن کی نوع میں سے نہ تھا اور بعید نہیں کہ ہو انسان ہی ہو اور وہ اللہ کی کسی کتاب الکتب سے ماخوذ تھا جن اپنے وجود کی طاقت سے اس تخت کو چند گھنٹوں میں اٹھا لانے کا دعویٰ کر رہا تھا یہ شخص علم کی طاقت سے اس کو ایک لحظہ اٹھا لایا۔ اس دیو ہیکل جن کے دعوے کی طرح اس شخص کا دعویٰ صرف دعویٰ ہی نہ تھا بلکہ حقیقت میں جس وقت اس نے دعویٰ کیا اس وقت ایک لمحہ میں وہ تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار حاضر کر دیا۔“[11]

ان مندرجہ بالا تمام آیات مقدسات سے علم کی فضیلت واضح ہو رہی ہے اگر دعا مانگنے کے بارے حکم دیا گیا تو وہ بھی علم میں اضافے کی دعا اسی طرح اگر انبیاء کرام علیہم السلام کو ایک دوسرے پر فضیلت ملی تو وہ بھی علم کی بنا پر اسی طرح اگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف وحی ہوتی تھی تو وہ بھی علم ہی وحی الٰہی ہوتی اور انبیاء کرام کسی کو کوئی ذمہ داری سونپنے کو وہ بھی علم والے کو ترجیح ہوتی اسی کو وہ ذمہ داری سونپ دی جاتی جیسے ملکہ بلقیس کے تخت لانے کا واقعہ گویا علم کی فضیلت ہے ہر اعتبار سے۔

احادیث مبارکہ اور علمِ دین کی فضیلت قرآنی آیات مقدسات کے حوالے سے علم دین کی فضیلت ذکر کرنے کے بعد احادیث مبارکہ میں بھی علم دین کی فضیلت و اہمیت واضح ہوتی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔ علم دین کی فضیلت حدیثِ مبارکہ میں یہاں تک بیان ہوئی ہے کہ کسی شخص کا آغاز صبح اس حال میں ہو کہ علم سے دوری ہو تو حدیث کی رو سے وہ ہلاکت میں ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:”عَنْ اَبی بکرَة قَالَ سَمِعتُ النَّبِیَّ یَقُوْل اُغْد عَالِمًا اَوْ مُتعَلّمًا اَوْ مُسْتَمِعاً اَوْ مجِبًّا وَ لَا تکُن الخَامِسَةِ قَتُهْلِلَهٗ۔۔۔ وَالْخَامِسةَ اَنْ تُبغَض الْعِلم وَ اَہْلَهٗ“ (12)حضرت ابو بکرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ تو بس حال میں صبح کر کہ تو علم سکھانے والا یا علم سیکھنے والا یا علم سننے والا یا اہل علم سے محبت کرنے والا ہو پانچواں نہ ہو ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا پانچویں سے مراد علم اور اہل علم سے بغض کرنے والا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو جس شخص سے محبت ہوتی آپ ﷺ اس کے لیے علم کی دعا فرماتے تھے۔ ارشاد مبارک ہے:”اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ“ (13)اے اللہ ان کو کتاب (قرآن) کا علم عطا فرمایا۔ کتنی پیاری دعا جو نبی علیہ السلام اپنے ہر محبت کرنے والے کو دیا کرتے تھے اس بنا پر کہ جس کو علم الکتاب اس سے مراد قرآن کا علم مل گیا اسے دنائی وہ مافیہا کے خزانے مل گئے کیونکہ افضل ترین علم تو قرآن کا علم ہے۔ اللہ کے پیارے نبی ﷺ کو بھی اگر کوئی محبوب تھی تو وہ علم محبوب تھا حالانکہ آپ کو عبادت سے بڑا لگاؤ تھا لیکن اس کے باوجود علم کو محبوب قرار دیا۔”قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَضْلُ الْعِلمِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ وَ خَیْرُ دِیْنِکُمْ الْوَرْعُ“ (14)نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے عبادت کی فضیلت سے علم کا فضل زیادہ محبوب ہے اور بہتر دین تماہر اتقویٰ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس حدیث مبارک میں عبادت سے بھی زیادہ محبوب کسی چیز کو جانا ہے تو وہ علم کو جانا ہے اور بہتر دین تمہارا تقویٰ تقویٰ بھی تب ہو گا جب علم کی دولت سے مالا مال ہو گا پھر تقویٰ کی راہ پر گامزن ہو گا علم کی طلب کی اہمیت و فضیلت تو یہاں تک ہے کہ علم کا طالب ہوتا ہے وہ جنت کے راستے پر چلتا ہے بلکہ جب وہ اپنے گھر سے علم کی طلب کے لیے نکلتا ہے تو اللہ کے فرشتے اس کے پاؤں کے نیچے پَر بچھاتے ہیں احادیث درج ذیل ہیں:وَمَن سَلَکَ طَرِیْقًا یَلتَمِسُ فِیْہِ عِلْمًا سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ بِہٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّۃِ (15)جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ کھول دیتا ہے۔ مَامِنْ خَارِجٍ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ فِی طَلَبِ الْعِلْمِ اِلَّا وَضَعَتْ لَہٗ الْمَلَائِکَۃُ اَجْنِحَتَھَا رِضًی بِمَا یَصْنَعُ (16)جو شخص علم دین طلب کرنے کے لیے اپنے گھر سے نکلے ملائکہ اس پر اس کی رضا کے لیے اپنے پَر بچھاتے ہیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں علم دین کی طلب رکھنے والے کا کیا مقام ہے اگر وہ طلب علم کے لیے چلتا تو اللہ رب العزت اس کے لیے جنّت کے راستے کھول دیتا ہے اور فرشتے اس کی رضامندی اور نیازمندی کے لیے اپنے پَر اس کے قدموں کے نیچے بچھانے میں فخر محسوس کرتے ہیں صاحبِ علم کی دنیا میں بھی عزّت ہے اور آخرت میں بھی عزّت ہو گی۔

قرآن کریم اور علماء دین کی فضیلت

اللہ رب العزت کے ہاں علم والے کا درجہ اس حد تک اعلیٰ ہے کہ اگر کسی شخص کو نبوت و خلافت و بادشاہت کے منصب پر فائز کرنا ہو تو اس کی ذات پات یا مال و دولت کو نہیں دیکھا جاتا دیکھا جاتا ہے تو علمی برتری کو دیکھا جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:وَزَارَۃَ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (17)اور اسے علمی اور جسمانی بزرگی عطا فرمائی۔ Scholars of Ummah: Meaning, Virtues and Dutieاس آیت مبارکہ میں اس واقعے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب قوم بنی اسرائیل کی خواہش پر بادشاہت کے لیے چناؤ کیا گیا تو اس وقت کے نبی نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت طالوت کو بادشاہ مقرر کر دیا گیا تو قوم بنی اسرائیل نے اعتراض کیا کہ یہ بادشاہ کیسے ہو سکتا ہے مالی کشادگی تو ہمارے پاس ہے تو لہٰذا ہمیں بادشاہت ملنی چاہیے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں ارشاد فرمایا کہ مال کی فراوانی کی بدولت بادشاہت نہیں بلکہ علم اور جسمانی طاقت کی بنا پر عطا کی گئی ہے کہ

طالوت تم میں سے بہت بڑے عالم ہیں اور قوی ہیں اور عالم اور طاقتور بڑے دل والے ہوتے ہیں۔[18] قرآن پاک اور حدیث مبارک کی رو سے اہل علم کا درجہ بہت بلند ہے کوئی انسان دین و دنیا کے کسی دوسرے شعبے میں ترقی کر کے ایک عالم کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ[19] اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجات بلند کرتا ہے جو تم میں ایمان لائے اور علم والے ہیں۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اور اہلِ علم کے درجے بلند فرمائے گا لوگوں کی آنکھوں میں رعب پیدا کر کے دنیا میں اس طرح کے اسباب پیدا کر کے اور آخرت میں جنت کے بالاخانوں میں ٹھکانے عطا فرما کر درجات بلند فرمائے گا خصوصاً علماء کے کیونکہ عمل جب اہل علم سے صادر ہو تو اسے دوسروں کی بسنت زیادہ اجر دیا جاتا ہے کیونکہ اس کی اقتداء بھی کی جاتی ہے جاہل تو یہ مقام نصیب نہیں ہو گا عالم کو اپنا اجر بھی ملتا ہے اور جو اقتداء کرتے ہیں ان کا اجر بھی ملتا ہے جبکہ اقتداء کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جاتی جبکہ عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔[20] علم ایک نور ہے اور جُہل تاریکی و ظلمت ہے جس طرح نور اور ظلمت یا روشنی اور تاریکی دونوں برابر نہیں ہو سکتے اس طرح ایک عالم اور جاہل دونوں کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ بے علم شخص دنیوی اعتبار سے کتنے ہی اونچے مرتبے پر فائز یا کتنا ہی بڑا مالدار کیوں نہ ہو ایک بے علم شخص محض اپنے جاہ و جلال اور مال و دولت کے بل بوتے پر ایک عالم کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ارشادِ باریٰ تعالیٰ ہے: قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ [21] فرمادو کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں اس آیت مبارکہ میں استفہام کے طور پر سوال کیا جارہا ہے کہ کیا برابر ہے جاہل اور عالم مطلب یہ ہے کہ کبھی بھی دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔" قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ [22] کہہ دو کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں تم غور کیوں نہیں کرتے۔ اس آیت مبارکہ میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے یعنی اہل بصیرت کو فکر دی جا رہی ہے کہ اس بات میں غور و فکر کرو کہ دیکھنے والا اور نہ دیکھنے والا برابر نہیں ہیں اگر یہ برابر نہیں ہیں تو اسی طریقہ سے عالم اور غیر عالم بھی برابر نہیں ہو سکتے۔

احادیثِ مبارکہ اور عالمِ دین کی فضیلت: حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں علم کو بارش اور دین کی سمجھ رکھنے والے علماء اور معلّموں کو سرسبز و شاداب زمینوں سے تشبیہ دیتے ہوئے ایک مثال کے ذریعہ لوگوں کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ فرمانِ مصطفیٰ ﷺ ہے: مَثَلُ مَا بَعَثَنِی اللہ بِہٖ مِنَ الھُدٰی وَالعلم کَمَثَلِ الغَیْثِ الکَثِیرِ اَصَابَ اَرضًا فَکَانَ مِنہا نَقِیَّۃٌ قَبِلَتِ المَاءُ فَاَنْبَتَتِ الکَلَا والعُشْبَ الکَثِیرِ وَکَانتْ منہا اَجادِبُ اَمْسَکتِ المَاءَ فنفعَ اللہ بھا الناس، فشَرِبُوْا وَسَقَوْا وزَرَعُوْا۔۔۔ الی اٰخرہٖ[23] نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت اور علم دے کر بھیجا ہے اس کی مثال ایک زوردار بارش کی طرح ہے جو برستی ہے تو عمدہ زمین اس کو قبول کر کے گھاس اور خوب سبزی اگاتی ہے اور کوئی زمینی خطہ ایسا بھی ہوتا ہے جو سخت و سنگلاخ ہونے کی بنا پر پانی روک لیتا ہے۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے تو وہ اس پانی کو پیتے اور پلاتے ہیں اور اپنی کھیتیوں کو سیراب کرتے ہیں تو یہ مثال ہے اس شخص کی جس نے اللہ کے دین میں سمجھ داری ہے کہ وہ میرے پیغام کے ذریعے اسے فائدہ ہوا اس طرح اس نے اس علم کو خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیسری قسم مثال اس شخص کی ہے جس نے اس علم کی خاطر اپنا سر بھی نہیں اٹھایا اور میرے ذریعہ بھیجی ہوئی اللہ کی ہدایت کو قبول نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح فرمایا: فَوَاللهِ لاَنْ يَّهدِى اللهِ بك رَجلًا واحدًا اخَيْرٌ لَكَ مِن ان يكُونَ لك حُمدُ النَّعِمِ[24] اللہ کی قسم تمہارے ذریعہ اللہ اگر کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو یہ چیز تمہارے لیے سُرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہو گی۔ چونکہ اہل عرب کے ہاں سُرخ اونٹ بہت قیمتی سمجھے جاتے تھے اس بنا پر آپ نے ان کا ذکر فرمایا مفہوم اس کا یہ ہے کہ جس ملک یا قوم میں جو چیز زیادی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہ کام قیمتی و اہمیت کا حامل سمجھا جائے۔ دین کی سمجھ بوجھ کے متعلق نبی کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: مَن يُّرد اللهُ بهٖ خيرًا يُفقّهْهُ فى الدِّين و انَّما اَنَا قاسمٌ واللهُ يُعطِىْ۔۔۔ الخ[25] اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے میں تو اس علم کو تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا کرتا ہے یہ امت اللہ کے دین پر ہمیشہ برابر قائم رہے گی اور ان کے مخالفین ان کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے۔ مطلب اس حدیث مبارکہ کا یہ ہے کہ دین کی سمجھ میں تمام لوگ برابر نہیں ہوسکتے بلکہ بعض لوگوں کو زیادہ سمجھ عطا کی جاتی ہے جبکہ بعض لوگ فہم صحیح کے بغیر دینی معلوم یا مسائل کو محض ایک حافظ کی طرح رٹ لیتے ہیں جس طرح کہ ایک حدیث مبارکہ میں ہے۔ لَا حَسَدَ الَّا فى اثْنَتَيْنِ رَجلٌ اَتاهُ الله مالاً فسُلّطَ عَلٰى هَلَكته فِى الْحقِ وَ رجلٌ آتاهُ الله الحِكمَة فهوَ يَقضِى بِها و يُعلِّمُها[26] نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ (دنیا میں) صرف دو ہی شخص ایسے ہیں جن پر رشک کیا جاسکتا ہے ایک شخص وہ ہے جس کو اللہ نے کچھ مال دیا ہے اور پھر اسے اچھے کاموں میں خرچ کرنے پر مسلّط کر دیتا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت و دانائی کی بات عطا کی ہے جس کے مطابق وہ فیصلہ کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔ پچھلی حدیث مبارکہ میں فقہ سے مراد سمجھ بوجھ اور اس حدیث مبارکہ میں حکمت و دانائی مراد ہے یعنی یہ دونوں باتیں علم حاصل کرنے کے مترادف ہے تو دانائی حکمت یا سمجھ بوجھ سب علم سے تعلق ہے اور اسی علم کی بدولت وہ شخص دوسروں پر فوقیت حاصل کر لیتا ہے اور باقی لوگوں سے درجہ میں بلندی حاصل کر لیتا ہے گویا علم کی بدولت اس شخص کو فوقیت ملتی ہے۔

اسلام میں جہاں علم کا مقام و مرتبہ بلند ہے وہاں طالب علم کا اور طالب علم کے اساتذہ کا مقام و مرتبہ بھی کسی سے کم نہیں وہ اس لیے کہ علماء علم کے نگران و محافظ ہیں وہ علم کو اپنی اصلی حالت میں برقرار رکھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور اس کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور ملاوٹ سے پاک کرنے کی ذمہ داری بھی خوب نبھاتے ہیں اس بنا پر علم کی تحصیل اس کے تعلیم و تدریس اور اس کی نشر و اشاعت اسلام میں ایک مقدس فریضہ ہے نبی کریم ﷺ نے اس کی طالب علم اور مُعلِم کی بڑی فضیلت

بیان فرمائی ہے۔ ارشاد مبارک ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللهﷺ مَنْ خَرَجَ فِی طَلَب العِلْمِ کَانَ فی سَبِیْلِ الله حتّٰی یَرْجِعَ [27] رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص طلب علم کے لیے گھر سے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستے میں ہوتا ہے جب تک کہ وہ لوٹ کر نہ آئے۔ ترمذی شریف میں ہی ایک اور مقام پر ارشاد مبارک ہے: مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْہِ عِلْمًا سَھَّلَ اللہُ لَہٗ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّۃِ [28] حبیب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص حصول علم کی تلاش میں کوئی راستہ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دے گا ایک اور مقام پر ارشاد مبارک ہے۔ علم کی طلب کی بھوک کے متعلق ارشاد فرمایا: اَجْوَعَ النّاسِ طَالِبُ العِلم، وَ اَشْبَعَھُمْ الَّذِی لَا یَئتَغِیْہِ [29] لوگوں میں سب سے زیادہ بھوکا شخص طالب علم ہے اور سب سے زیادہ پیٹ بھرا وہ ہے جو علم کا طلب گار نہ ہو۔

ان مندرجہ بالا احادیث مبارکہ میں طلب علم کی فضیلت و عظمت اور معلّم کے مقام و مرتبہ کو بیان کیا گیا ہے کہ جو علم کی طلب کے لیے نکلا وہ ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی رہ میں ہے اور فرمایا کہ وہ جنت جانے والا جو راستہ ہے وہ تو اس پر چل رہا ہے یا فرمایا کہ وہ جہاد سے بھی افضل کام کر رہا ہے۔ علم کی طلب کے لیے نبی کریم ﷺ کا خود کا معمول کیا ہے ارشاد مبارک ہے: عَن عبدالله بن عَمرو انّ رسولَ اللهﷺ مَرّ بِمَجِلسَیْنِ فِی مَسجدِہٖ فقَالَ کَلَاھُمَا علٰی خیرٍ وَ اَحَدُھُمَا افضَلُ مِن صَاحبِہٖ اَمّا ھٰؤُلَاءِ فَیَدْعُوْنَ الله و یَرغَبُوْنَ اَلَیْہِ فاِن شَاءَ أعطَاھُمْ وَ اِن شَاءَ مَنعَھُمْ وَ اَمَّاھٰؤلَاءِ فیتعَلّمُوْنَ الفِقه والعلمَ و یُعلّمُوْنَ الجَاہِل فَھُمْ اَفضَلُ و اِنَّما بُعِثْتُ مُعَلّمًا ثُم جَلَس فِیْھِمْ [30] حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا گزر مسجد نبوی میں دو مجلسوں پر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ دونوں مجلس اگرچہ بھلائی پر ہیں مگر ان میں سے ایک دوسری سے افضل ہے یہ لوگ اللہ کو پکار رہے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہیں اگرچہ اللہ چاہے گا تو انھیں دے دے گا یا روکی لے گا اب رہے وہ دوسری مجلس والے تو وہ علم دین کی سمجھ حاصل کر رہے ہیں اور ناواقف کو دین سکھا رہے ہیں لہٰذا یہ لوگ افضل اور میں بھی معلّم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر آپ ﷺ بھی اسی مجلس میں بیٹھ گئے۔ طَلَب العِلمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کلّ مسلمٍ، فَاغْدُ اَیُّھَا الْعَبدُ عَالِمًا اَو متعلّماً وَ لَا خَیْرَ فِیْمَا بَیْنَ ذٰلکَ [31] کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے اس لیے اے بھلے انسان یا تو عالم بن جا یا طالب علم بن جا اس کے علاوہ اور کوئی بھلائی نہیں ہے۔ ہر مسلمان بقدر ضرورت علم کا حصول خاص کر دینی مسائل سے واقفیت ضروری ہے ورنہ صحیح علم کے بغیر بدعات و خرافات میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے اسی بنا پر بہت سارے ایسے مسائل ہیں جن سے ناواقفیت کے باعث وہ گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اسی بنا پر بہت سارے ایسے مسائل ہیں جن سے ناواقفیت کے باعث وہ گناہ میں مبتلا ہو کر دینی و دنیاوی دونوں جہانوں سے خسارے میں چلا جاتا ہے لہٰذا بقدر ضرورت دین کا صحیح علم بہت ضروری ہے۔ دین اسلام میں تحصیل علم کو عبادت پر فضیلت دی گئی ہے اور طرح طرح سے تحصیل علم پر اُبھارا گیا ہے کیونکہ فکری و اعتقادی تمام فتنے عدم علم اور عدم آگہی کا نتیجہ ہوتے ہیں شیطان ایک عابد کو بآسانی بہکا سکتا ہے لیکن ایک عالم کو بہکانا اس کے لیے بڑا مشکل اور صبر آزما ہو گا۔ ارشاد مبارک ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللهﷺ فقِیْہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِن اَلْفِ عَابدٍ [32] رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دین کی سمجھ رکھنے والا ایک شخص (عالم) شیطان پر ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ بھاری ہے۔ کتبَ عمُر بن عبدالعزیز الٰی اَہلِ المَدِیْنَۃِ انَّہٗ مِنْ تَعبّدَ بِغیْرِ عِلمٍ کَانَ مَا یُفْسدُ اَکْثَرَ ممَّا یُصْلِحُ [33] حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما نے مدینہ والوں کو تحریر لکھی کہ جو شخص بغیر علم کے عبادت کرتا ہے تو اس کا فساد اس کے اصلاح کرنے سے زیادہ رہے گا۔ مِن عالِم باللہ خَیْرُ مِن اَلفِ رَکعَۃٍ مِن مُتجَاہِلٍ بِاللهِ [34] عالم باللہ کی ایک رکعت جاہل کی ہزار رکعتوں سے بہتر ہے۔ مَثلُ العَابِدِ الَّذِی لا یَتَفقَّہُ کمثلِ الّذِی یَبْنِی باللَّیْلِ وَ یَھْدِمُ بالنَّھَارِ [35] اس عابد کی مثال جو دین کی سمجھ نہیں رکھتا ایسی ہے جیسے جو شخص رات میں مکان تیار کرتا

ہے اور دن میں اسے ڈھا دیتا ہے۔سَاعةٌ مِن عَالِمٍ متَلِي ءٍ علٰی فِرَا شِہٖ یَنْظُرُ فِی عِلْمِہٖ خَیْرٌ مِن عبادَۃِ العَابدِ سَبْعِیْنَ سَنَۃً[36] ایک عالم کا اپنے بستر پر لیٹے ہوئے پل بھر کے لیے اپنے علم میں غور کرنا ایک عابد کی ستر سالہ عبادت سے بہتر ہے۔یعنی عالم کا مقام اس درجہ زیادہ ہے کہ اگر وہ اپنے بستر استراحت پر آرام ہوئے کوئی بات سوچتا تو وہ عابد کی ستر سال کی عبادت سے بھی زیادہ اچھا عمل ہے کیونکہ اس نے اپنے علم کی بنا پر علم کے حوالے سے غور و فکر کرنی ہے تو عالم کی غور و فکر کرنے سے کئی راہیں آسان ہوتی ہیں تو وہ راہیں عوام الناس کے لیے آسانیاں پیدا کریں گی جب عابد ستر راتیں عبادت کرے گا تو اس کا فائدہ اکیلے عابد کو ہو گا نہ کہ عوام کو اس کے بر عکس عالم کے غور و فکر کرنے سے عوام الناس کا فائدہ ہو گا۔

عصرِ حاضر میں علماء کے فرائض اور ذمہ داریاں

علماء کرام کو عام لوگوں کی نسبت زیادہ اسلامی اوصاف کا حامل ہونا چاہیے ان کے جو بھی فرائض ہیں علم کی بدولت ان سے احسن طریقہ سے واقفیت حاصل کر کے پھر علم کو پھیلانے کی کوشش کرے اخلاق و آداب اور دیگر فرائض سے واقفیت ہو۔

ا۔ **عالم کا با عمل ہونا:** علماء کرام عوامی میدان میں اپنے اخلاق و عادات کردار کی وجہ سے ضرب المثل ہوتے ہیں عالم اگر منبر رسول اللہ ﷺ پر بیٹھ کر لوگوں کو دین اسلام کے احکام بتائے تو یہ عالم کم وقت میں اپنے سامعین کو بغور نہیں دیکھ پائے گا اسے کے مقابلہ میں عالم کو دیکھنے والی سینکڑوں آنکھیں ہوتی ہیں اور وہ منبر پر بیٹھنے والے کے ہر ہر عمل کو بغور دیکھتے ہیں اس لیے منبرِ رسول ﷺ پر بیٹھنے والے ہر عالم کے لیے ضروری ہے کہ اپنے کردار کو درست رکھے اور عالم با عمل بنے قرآن پاک میں ارشاد ہے۔"اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ"[37] کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔امام طبری (م310ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کو تورات کے عہد اور نبوت کے ساتھ کفر کرنے سے روکتے ہیں، لیکن خود آپ تورات کے عہد سے کفر کرتے ہیں،اور میرے رسولوں کی تصدیق نہیں کرتے، میرے دیئے ہوئے عہد کو توڑتے ہیں،اور میری کتاب میں موجود احکام کا انکار کرتے ہیں۔اسی طرح ضحاک نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ لوگوں کو محمد ﷺ کے دین میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں، لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے۔[38] قرآن پاک میں سورہ الصف میں ارشاد پاک ہے:یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ[39] اے ایمان والو تم کیوں ایسی بات کہتے ہو جو تم نہیں کرتے سورۃ الجمعہ میں اللہ تعالیٰ نے بے عمل علماء کی مثال دے کر ارشاد فرمایا:مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىۃَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْھَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا[40] ان کی مثال جنہیں تورات کا حامل بنایا گیا تھا پھر انھوں نے اس کا بار نہ اٹھایا اس گدھے کی سی ہے جس نے بھاری کتابیں اٹھا رکھی ہیں۔جنہیں تورات کا علم دیا گیا اور انھیں اس پر عمل کرنے کا مکلّف بنایا گیا پھر انھوں نے اس میں موجود احکام پر عمل نہ کیا اور اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا تو ان کی مثال اس گدھے جیسی ہے جو علم کی کتابیں اٹھاتا ہے ان کے بوجھ کی وجہ سے تھکتا ہے لیکن ان سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتا اسی طرح ہر ایسا عالم جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا اس کی مثال بھی اسی طرح گدھے کی طرح ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے اے اللہ میں ایسے علم سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو نفع نہ دے۔[41]

ان مندرجہ بالا آیات مقدسات کے اندر علماء کرام کا با عمل ہونا ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے علماء کرام بھی ہیں جو دوسروں کو تو علم سکھاتے ہیں لیکن خود ان باتوں پر عمل کرنا بھول جاتے ہیں ایسی تبلیغ اور علم کی بات کرنا بے سود ہے قرآن نے اس کی بھی وضاحت کر دی کہ وہ بات ہی تم کیوں کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے۔

۲۔ **علم کا حق ادا کرنا:** علماء کرام کے جہاں پر دوسرے فرائض ہیں وہاں پر یہ بھی فرض ہے کہ علم جو حاصل کیا ہے اس کا حق ادا کرنا وہ اس طرح کہ علم کو چھپایا نہ جائے چاہے وہ کسی کے حق میں ہو یا کسی کے خلافہ وچھپایا نہ جائے بلکہ علم کو پھیلا جائے سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے۔اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ [42] بے شک جو لوگ ہمارے نازل کیے ہوئے روشن دلائل اور ہدایت کو چھپاتے ہیں جب کہ ہم ان کو لوگوں کے لیے کتاب میں بیان کر چکے ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے۔دلائل اور ہدایت کو چھپانے سے مراد جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی نبوت اور اسلام کی ہدایت کو چھپایا، ان سے مراد یہود اور نصاریٰ کے علماء ہیں۔یہ لوگ لوگوں سے نبی کریم ﷺ کی نبوت اور دین کو چھپاتے تھے اور ان کی کتابوں میں آپ کی بعثت اور صفات کے متعلق جو کچھ لکھا ہوا تھا، اس کو بیان نہیں کرتے تھے۔حالانکہ تورات اور انجیل میں یہ سب لکھا ہوا تھا۔ایسے شخص کو جو اللہ تعالیٰ کے دین میں سے کسی بھی علم کو چھپائے، اس آیت کی وعید میں داخل اور لعنت کرنے والوں کی لعنت کا مصداق سمجھا جاتا ہے۔یہ آیت کا حکم عام ہے، اگرچہ اس کا شان نزول خاص ہے۔صحابہ کرام نے بھی اس آیت کو عمومی حکم کے طور پر سمجھا تھا۔[43] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص سے کوئی دینی علم سوال کیا جائے اور وہ اسے چھپائے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔یہ حدیث اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ جب کوئی شخص دین کے علم کو چھپاتا ہے تو وہ اس حدیث مبارکہ کی وعید کے تحت لعنت کے مستحق ہوتا ہے۔[44] مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں ان لوگوں کے لیے وعید بیان کی گئی ہے جو علم ہونے کے باوجود اس علم کو چھپاتے ہیں اگرچہ اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں لیکن اس کا حکم عام ہے کہ جو شخص بھی علم کو چھپائے گا تو اس پر لعنت ہے کہ وعید ہے۔

۳۔ **حق اور باطل میں تفریق:** علماء کرام کے فرائض میں سے تیسرا فرض ہے حق و باطل میں فرق کرنا تبلیغ کے دوران حق بات کو ظاہر کرنا اور باطل کا قلع قمع کرنا یہ بھی علماء کرام کے فرائض میں بات شامل ہونی چاہیے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ [45] اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور دیدہ دانستہ حق کو نہ چھپاؤ۔اس آیتِ مبارکہ میں "لبس" کا معنی اختلاط ہے، یعنی حق کو باطل کے ساتھ ملا نہ دیا جائے۔کچھ لوگوں کے خیال میں حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے اور یہ حق ہے، لیکن وہ اس حق کو باطل بنا دیتے تھے، کہ آپ نبی علیہ السلام ان کی طرف مبعوث نہیں بلکہ ان کے غیر کی طرف مبعوث ہیں، اور یہ باطل ہے، کیونکہ آپ ﷺ تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اس آیت کا معنی سچ کو جھوٹ کے ساتھ ملا نہ دیا جائے۔ابن زید نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ حق سے مراد تورات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا اور باطل سے مراد وہ تحریفات ہیں جن کو لوگ اپنے ہاتھوں سے لکھتے تھے۔[46] اس آیت مبارکہ میں حق بات میں باطل کی آمیزش سے گریز کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ یہود نبی علیہ السلام کی بعثت کے متعلق حق بات کو چھپاتے تھے۔آپ علیہ السلام نبی نہیں ہیں اگر ہیں بھی تو کسی اور قوم کے لیے ہیں یہ آیت اس کے لیے خاص ہے لیکن عمومی طور پر ہر بات پر صادق آتی ہے کہ کوئی بھی حق بات ہو تو اس کو چھپایا نہ جائے بلکہ اس کا برملا اظہار کیا جائے حدیث مبارکہ میں بھی اس چیز کی وضاحت کی گئی ہے۔

۴۔ **حصولِ نتائج میں جلد بازی سے گریز:** علماء کرام کے فرائض میں یہ بات بھی ضروری ہونی چاہیے کہ وہ اپنا کام انبیاء کی وراثت والا وہ کرتے جائیں باقی رہی ان کے نتائج کی بات کہ تبلیغ کرنے کا رزلٹ جلدی سامنے آجائے تو نتائج کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے علماء کرام کا کام تبلیغ کرنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ[47] "انھیں ہدایت یافتہ کرنا آپ کے ذمہ نہیں ہے لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔" ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ[48] "یہ منہ موڑیں تو ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔ آپ کا منصب تو صرف دین کو پہنچا دینا ہے۔" ان آیات کی تفسیر میں ہے کہ قیامت کے روز بعض انبیاء آئیں گے کسی کو ماننے والے دو ہوں گے تو کسی کو ماننے والا ایک اور کوئی ایسے بھی نبی ہوں گے کہ جس کا ماننے والا کوئی بھی نہیں ہو گا۔ اگر تو علماء کرام یہ چاہیں کہ آج دعوت دیں تو کل ساری قوم ایمان سے مالا مال ہو جائے تو یہ بے سود ہے جب رسول اکرم ﷺ نے کوہ صفا پر اسلام کی دعوت دی تو سب نے آپ ﷺ کی تکذیب کی کسی نے آپ کی بات نہ مانی آپ کی مخالفتیں ہی کی گئیں لیکن آپ دعوت سے بالکل پیچھے نہیں ہٹے بلکہ مسلسل دعوت دیتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وہ دن بھی دکھایا کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ فاتحانہ شان سے داخل ہوئے اور عام معافی کا اعلان فرمایا۔[49] ان مندرجہ بالا آیات مقدسات سے اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو یہ بتانا چاہتا ہے اے محبوب ﷺ آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ ان تک کلمہ حق پہنچا دینا آگے نتائج کے بارے آپ ﷺ پریشان نہ ہوں کہ جن کو تبلیغ کی جائے وہ مسلمان ہو جائیں اور جلد ہو جائیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

۵۔ **حکمت:** علماء کرام کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہونی چاہیے کہ وہ دعوت الی اللہ کے وقت حکمت عملی سے کام لیں جلد بازی اور بے رُخی سے کام نہ لیں۔ بلکہ حکمت کے ساتھ گفتگو کریں۔ گفتگو کے جواب کو بھی حکمت عملی سے برداشت کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ[50] "(اے رسول ﷺ) آپ اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت کے ساتھ دعوت دیں۔" اسی آیت مبارکہ کی وضاحت کے لیے ایک حدیث مبارکہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک دیہاتی شخص آیا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ نے اس کی برائی کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ یہ کیا کر رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے کہا کہ اسے پیشاب کرنے دو اور اسے چھوڑ دو۔ بعد میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مساجد پیشاب اور نجاست کے لائق نہیں، یہ تو اللہ تعالیٰ کی یاد، نماز اور قرآن پڑھنے کے لیے بنائی گئی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ پانی کا ڈول لائے اور اس پر بہادے۔[51] مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دعوت دینے کا ایک طریقہ بیان کیا ہے کہ حکمت کے ساتھ دعوت دی جائے یعنی حکمت کے ہر پہلو کو مد نظر رکھا جائے یعنی تمام امور عمدگی سے انجام دینا حکمت ہے۔ علماء کرام کو چاہیے کہ لوگوں کی فکر اور سوچ کو سمجھ کر حکمت عملی سے نوجوان نسل کو دعوت دے۔

٦۔ **امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا داعی ہو:** علماء کرام کے فرائض میں یہ بات بھی ہو کہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے داعی ہوں اور یہ طریقہ بڑا اچھا ثابت ہو سکتا ہے کہ آدمی چلتا پھرتا لوگوں کو دعوت دے جہاں برائی کا کام دیکھے فوراً اسے روکے اور اچھائی والا کام دیکھے تو ان کی حوصلہ افزائی کرے۔ حدیث مبارکہ میں ہے: "من رای منکم "مَن رَأى مِنْكُم مُنكراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فإن لَمْ يَسْتطِع بِسَانِه فَاِنْ لَمْ يَسْتطِع فَبِقَلبِهِ وَ ذَلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَان"[52] "جو تم میں سے برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھے تو اپنی زبان سے روکے (اگر زبان سے روکنے) کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل میں اسے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔" مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں جو تین طریقے بیان کیے گئے ہیں دعوت الی اللہ کے اگر ایسا ہو جائے تو بہت جلد ہی یہ معاشرہ اسلام کا قلعہ بن جائے گا۔

۷۔ **اخلاص:** خلاص دینِ اسلام کی اساس ہے کام کی قبولیت کے لیے سب سے پہلے اس میں اخلاص کا ہونا ضروری ہے کوئی عمل کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اور اس کو ادا کرنے والا کس قدر بہت بڑی بری قربانیاں دینے والا ہو اگر اس میں اخلاص نہ ہو تو اس عمل کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی اجر نہیں ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے روز ایک شہید کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتیں گنوائے گا اور شہید ان نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس شہید سے پوچھے گا تو نے ان نعمتوں کا حق ادا کرنے کے لیے کیا عمل کیا وہ کہے گا میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا حتیٰ کہ مجھے شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تونے تو بہادر کہلوانے کے لیے لڑائی کی تھی پس دنیا نے تجھے بہادر کہہ دیا پھر حکم ہو گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کے بعد وہ پھر ایک شخص لایا جائے گا جس نے خود بھی علم سیکھا اور لوگوں کو بھی سکھایا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں گنوائے گا اور وہ اس نعمتوں کا اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اس سے سوال کرے گا ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کے لیے تونے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے خود بھی علم سیکھا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور تیری رضا کے لیے قرآن پڑھ کر سنایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تو نے قرآن اس لیے پڑھ کر سنایا کہ لوگ تجھے قاری کہیں پس لوگوں نے تمہیں عالم اور قاری کہا پھر حکم ہو گا اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے اس کے بعد ایک شخص کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں گنوائے گا وہ نعمتوں کا اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا میری نعمتیں پا کر تونے کیا عمل کیا وہ کہے گا میں تیرے راستے میں ان تمام جگہوں پر مال خرچ کیا جہاں تجھے پسند تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا تو نے صرف اس غرض سے مال خرچ کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور دنیا نے تجھے سخی کہہ دیا پھر حکم ہو گا اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دو۔"(53) اس حدیث مبارکہ میں قیامت کے ہولناک منظر کو بیان کیا گیا ہے کہ دنیا میں اگرچہ انسان جو عمل کرتا ہے اس عمل کرنے میں اس کا مقصود کیا ہوتا ہے کسی اور کو تو خبر نہیں وہ خود جانتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کا رب بھی جانتا ہے کہ اس کے اس پس پست حقیقت کیا ہے اور وہ قیامت والے دن سامنے آجائے گی اس لیے ہر عمل سے پہلے اپنی نیت کو درست کرنا ضروری ہے اور اس کے لیے اخلاص بہت ضروری ہے۔ اخلاص ہو گا تو اس کے بعد والے سارے معاملات درست ہوں گے۔

۸۔ **اخلاقِ حسنہ کا مالک ہو:** علماء کرام کو اخلاقِ حسنہ سے آراستہ ہونا انتہائی ضروری عمل ہے اور اس پر عمل کے اثرات ظاہر ہوں ایسا اخلاق ہو کہ لوگ اسے عزّت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں۔ علماء کرام کے لیے یہ بات بہت ضروری ہے کہ وہ جس عمل کی تبلیغ کر رہے ہیں خود اس پر کاربند ہوں تو پھر اس کی دعوت قبول ہو گی ورنہ دعوت بے سود ہو گی۔ اخلاقِ حسنہ کے حوالے سے بڑے اور چھوٹے کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئیں۔ اگر ایک وقت کوئی شخص عالم دین کی بات کو ردی کر دے تو اس کے ساتھ اخلاقِ حسنہ سے پیش آئے۔ نرم دلی اور محبت کے ساتھ کلام کرے اور اپنے چہرے پر مسکراہٹ کو قائم رکھے۔ اگرچہ ناخوشگوار باتیں بھی سننے کو ملیں۔ ناخوشگوار باتیں سننے کے باوجود بھی دعوت و تبلیغ کے مشن سے دور نہ ہٹے بلکہ نبی کریم ﷺ کی سنت سمجھ کر اس مشن کو جاری و ساری رکھے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کے لیے تبلیغ کے ساتھ ہدایت کی دعا بھی کرتا رہے۔

۹۔ مخالفین کے انشراحِ صدر: علماء کرام کے اندر یہ صفت بھی ہو کہ مخالفین کے لیے اس کا سینہ کھلا ہو خصوصاً جب کہ وہ جان لے کہ اس کا مخالف حسنِ نیت سے اور صرف اپنی دلیل کو قائم رکھنے کی غرض سے مخالفت کر رہا ہے۔ عالم دین کو چاہیے کہ وہ ان تمام امور میں کامل ہوں اور عداوت و نفرت کو بھڑکانے کے لیے مخالفت نہ کریں صرف ایسے شخص کے لیے جو حق کے ظاہر ہونے کے بعد سرکشی اور ضد و تکبر کی بنا پر مخالفت کرے ایسے شخص کے لیے نفرت آمیز معاملہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ بھی لوگوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لیے کیونکہ حق بات کے ظاہر ہونے کے بعد اس کی عداوت ظاہر ہوئی ہے لہٰذا اس کو اختیار نہ کرے۔

۱۰۔ جدید وسائل سے استفادہ: علماء کرام کو چاہیے کہ وہ دعوت و تبلیغ کے میدان میں شرعی اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جدید وسائل سے استفادہ کرے کیونکہ سائنس و ٹیکنالوجی بہت ترقی کر چکی ہے اور آج کل کے معاشرے میں دنیاوی تعلیم ہر فرد کا حق ہے اس دنیاوی تعلیم کا اس معاشرے میں رہنے کے لیے ضروری ہے لہٰذا علماء کرام کے لیے جدید طریقہ تعلیم اور جدید تعلیم کا حصول ضروری ہے تاکہ عوام الناس کو جدید تعلیم کے دائرے میں رہتے عوام الناس کو اسلامی تعلیم سے آگاہی ممکن ہو سکے اسی طرح انٹرنیٹ کی تعلیم سے واقفیت بھی ضروری ہے تاکہ علماء کرام ایک وقت میں لاکھوں لوگوں کو دین کی دعوت سے آگاہ کر سکیں اور حالاتِ حاضرہ کے مطابق لوگ جدید وسائل کے ذریعہ سے دینی تعلیم بہم پہنچا سکیں اور یہ سب کچھ تب ممکن ہو سکے گا جب خود عالم دین جدید تعلیم و وسائل تعلیم سے روشناس ہو گا۔

خلاصۂ بحث

انسان جتنا قدیم ہے علم کی تاریخ بھی اتنی پرانی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کائنات کے سب سے پہلے انسان ہیں ان کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے علم کی نعمت سے ہی نوازا ہے پھر اسی علم کی ہی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو "مسجودِ ملائکہ" کا شرف ملا۔ اسی علم کو ہی حضرت آدم علیہ السلام کی تمام نسل کے لیے فضیلت اور درجات کی بلندی کا معیار قرار دیا۔ علم حاصل کرنے کا شوق اور اس کی طرف رغبت پیدا ہو جانا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ کیونکہ جس انسان پر اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ رحمت ہوتی ہے اسے ہی علم کی دولت حاصل ہوتی ہے۔ اس دولت کو پا کر بندہ بصیرت کے ساتھ اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہے اسی کے ذریعے لوگوں کے اخلاق و کردار سنورتے ہیں اور اسی کے ذریعے انسان کے قلب و اذہان کو معرفتِ الٰہی نصیب ہوتی ہے اور احکاماتِ شرعیہ کو سمجھ کر انھیں اپنی زندگی پر لاگو کرنا ممکن ہوتا ہے علم دین سے بہرہ ور آدمی مقصدِ تخلیق کو جان لیتا ہے اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ علمِ دین بارش کی مانند ہے جو جہاں بھی برستی ہے بہم فائدہ ہی پہنچاتی ہے۔ اس فصل کے اندر علماء کا لغوی معنیٰ اس کی تعریف مختلف مفکرین کے نزدیک بیان کی گئی اس کے بعد علم دین کی فضیلت قرآن و حدیث سے ثابت کی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ علماء دین کی فضیلت قرآن و حدیث کی روسے بیان کی گئی اس کے بعد عصرِ حاضر میں علماء کے فرائض کیا ہیں ان فرائض کے چند ایک پہلوؤں کو قرآن و حدیث کے حوالے سے زیرِ قلم لایا گیا ہے۔

References

1 . Ibn-e-Manzur al-Afriqi,(م711AH),*Lisan al-Arab*,(Dar e Sadir,Beirut, 1414AH),(Bazail mada: ع ل م)

2 . Johari,ismail bin Hamad(م393H),*Alshahafi al-luga w al-aloom*,(dar al-hizaar al-arabia, Berot;1984AD), (Bazail mada: ع ل م)

3 Muhammad Murtza al-Zubaidi,(م1205AH),*Taj Al-Urus Min Jawahir al-Qumus*(Tabha Al-kawait2008AD),(Bazail mada: ع ل م)

4.Bala baqi,Roohe Dafeer,*Al-Morid al-Wsit*,(Dar al-Ilam lilmlayyn 1990AD), (Bazail mada: ع ل م)
5. Abu Talib makki Muhammad bin Ali(م386AH),*Quwat al-Qaloob fi muamlat al-Mehboob wa wasf tareiq al-muried ila makam al-tauheed*,(Maktabatu al-Madina al-ilamiya,Karachi 2013AD)1:10
6 . AAmdi Ali bin Muhammad(م631AH),*Abkar al-afkar fi usool al-deen*,(Al-Kutab al-wasaiq al-qumiya,Qahira2014AD)1:74
7. Taftazaini,Masood bin Umar,(م1390AD),*Sharah-al-aqaid al-nsfia*(muktaba al-Bushra, Karachi1430AH),32
8 . Al-Razi,Muhammad bin Umar,(م1210AD),*Kitab al-arbaien fi asool al-deen*,(maktabat ul al-quliyat al-Azhariya,Qahira,1986AD)19
9 . Taha 20:114
10. Al-Namal 16:40
11. Maududi,abu al-aalah,(م1979),*tafheim al-quran*,(idara tarjmaan al-quran,Lahore1983AD) 3:577
12. Tibrani,Suleman bin Ahmad,(م360AH),*Al-mujim al-osit*,(muktaba al-masarif,riaz,1455AH)no 5328
13. Bukhari,Muhammad bin Ismail,(م256AH),*al-jamia al-sahi al-buhari*,(dar al-qalam,Beirut,1401AH)no:75
14. Nisha puri, *Al-mustadriq*,1:92
15.Ibn e majah, Muhammad bin Yazid,(م273AH),*al-asonan*,(darul kutab al-ilamia,Beirut, 1419AH),kitab al-ilam,baab fazal al-ulema,20
16.Ibn Habaan,Muhammad bin Habaan,(م354AH),*al-asonan*,(muasesah al-resalah, Beirut, 1414AH),no:85
17. Al-Baqarah 2:247
18. Ibn kaseer,Ismail bin Umar,(م774AH),*tafseer ibn kaseer*,(muktaba qadosiya, Lahor 1994AD)no1:343
19. Al-mujadala 58:11
20 . Mazhari,Sana allah bin jalal al-deen,(م1225AH),*tafseer,mazhari*,(zia al-quran publication,Lahore,2012AD) 9:318
21. Al-Zumar 39:9
22. Al-Inaam 6:50
23. Bukhari,*kitab al-ilam*,1:28
24 . Al-qusheri,muslim bin al-hajaj),*al-sahi al-muslim*,(al-matba al-misria,Al-Azhar, 1347AH) no1:1872
25. Bukhari,*kitab al-ilam*,1:26
26 . Bukhari,*kitab al-ilam*,1:26
27 . Termazi,*jamy al-termazi*, 5:29
28 . Termazi,*jamy al-termazi*, 5:28
29. Ali bin Hasam al-deen,(م975AH),*kanz al-umaal*, 10:78
30. Daarmi,*al-asonan*, 1:100
31. Ali bin Hasam al-deen,(م975AH),*kanz al-umaal*, 10:90-91
32. Ibn e majah,),*al-asonan*, 1:81
33. Daarmi,*Al-asonan*, 1:91
34. Ali bin Hasam Al-deen,*Kanz Al-umal*, 10:100
35. Ali bin Hasam Al-deen,*Kanz Al-umal*, 10:102

36. Dalmi, Ab Mansoor,(م310AH),*jamia Al-Bian, fi tafseer Al-Quran*,(Dar Al-Marifa,Beirut, 1409AH) 1:204
37. Al-Baqarah 2:44
38. Tibri,Muhammad bin Jarir,(م310AH)، *jamia Al-Bian*,(Dar Al-Marifa,Beirut,1409AH) 1:204
39. Al-saaf 61:2
40. Al-Juma 62:5
41. Mazhari,*tafseer Mazhari*,10:391
42. Al-Baqarah 2:159
43. Saeedi,Gulam Rsool,(م2016AD), *Tibyan Al-Quran*,(Farid book stal,Lahore,2009AD) 1 :615
44. Abu Dawood, *Al-Sunan*, 2:159
45. Al-Baqarah 2:42
46. Saeedi,*Tibyan Al-Quran*, 1:370
47. Al-Baqarah 2:272
48. Al-Shoorah 42:48
49. Saeedi, *Tibyan Al-Quran*, 1:969
50. Al-Nahl 16:125
51. Al-Qushari,*Sahi Muslim*, No:285
52. Al-Qushari,*Sahi Muslim*, No:49
53. Al-Qushari,*Sahi Muslim*, No:1905